www.ahlulathar.net

اولیاء اللہ کون ہیں اور ان سے ایسی عقیدت رکھنا کیسا ہے؟

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

جو قبروں میں اولیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں، اس عقیدے کے باوجود بھی کہ خالق (اللہ) موجود ہے، اور وہ نماز بھی قائم کرتے ہیں، تو ایسوں کا ان کے مرنے کے بعد کیا معاملہ ہوگا؟ کیا ان پر حکم کافروں کا لگے گا یا وہ موحدین میں سے ہونگے؟

جواب: اللہ سبحانہ وتعالی کے اولیاء وہ ہیں جنھوں نے اپنے اندر دو وصف جمع کئے: (۱) ایمان، اور (۲) تقویٰ، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ * الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

(یعنی: یاد رکھو! اللہ کے اولیاء (دوستوں) پر نہ کوئی اندیشہ (خوف) ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ (پرہیزگاری) اختیار کی) (سورۃ یونس: ۶۲، ۶۳)

تو اس سے پہلے کہ ہم یہ کہیں کہ یہ ولی کی قبر ہے، ہمیں ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم اس میت (قبر والے) کی سیرت کو دیکھیں کہ کیا وہ مومن اور متقی شخص تھا؟ اگر وہ ایسا تھا تو امید رکھی جاسکتی ہے کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہوگا[1]۔ مگر اگر وہ خرافات کرنے والا شعبدے باز یا دھوکہ دینے والا شخص تھا جو اپنی ظاہری حالت سے نیکی اور بھلائی ظاہر کرنے والا تھا اگرچہ وہ نیکی سے (حقیقت میں) دور تھا تو پھر یہ ولی نہیں ہو سکتا، گرچہ وہ گمان کرتا تھا کہ وہ ولی ہے۔ یہ پہلی بات ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر اس کی ظاہری حالت سے جو ہمیں اس کے حال سے نظر آتی ہے یہ واضح بھی ہو جائے کہ وہ مومن اور متقی تھا، تو ہم اس کے لئے خیر کی امید رکھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ وہ خود اپنے آپ کے لئے بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں، اور اس نے ایمان اور تقویٰ اس لئے اختیار کیا کیونکہ وہ اللہ کی سزا سے ڈرنے والا تھا، اور معاملے اس کے سپرد نہیں ہیں۔ جب وہ خود اپنے آپ کے لئے اختیار نہیں رکھتا تو ہمارے لئے کیسے اختیار رکھ سکتا ہے؟ اور پھر وہ کیسے ہمارے بارے میں اختیار رکھ سکتا ہے جبکہ وہ مردہ لاش ہے؟، اور شاید اسے زمین کھا بھی چکی ہو۔

---

[1] جب ایمان اور تقویٰ ولایت کے لئے شرط ہے، تو یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم صرف کسی شخص کی ظاہری حالت سے اس کے ولی ہونے کی گواہی دے دیں کیونکہ ایمان اور تقویٰ کا محل دل ہے اور دل کے راز اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سب سے زیادہ ایمان اور تقویٰ انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے اس لئے وہ ولایت کے سب سے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرما ہے: أما والله إني لأخشاكم لله و أتقاكم له (اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تقویٰ والا ہوں)۔ (صحیح البخاری: ۵۰۶۳)۔ اللہ کے رسول ﷺ کے بعد اس امت میں اگر کسی کو ولایت کے وصف سے موصوف کیا جاسکتا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر کوئی اور اس کا مستحق نہیں۔ مگر آج یہ تصور الٹ چکا ہے اور بہت سارے لوگ کرتب باز، شعبدے باز اور شریعت کی حرمتوں کو پامال کرنے والوں کو ولی سمجھ لیتے ہیں جو عقل اور نقل دونوں کے مخالف ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ فرمادیا:

قُلْ لا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلا ضَرًّا إِلا مَا شَاءَ اللَّهُ

(یعنی: آپ فرمادیجئے (اے محمد ﷺ) کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی نقصان کا) (الاعراف: ۱۸۸)

اور نبی ﷺ سے فرمایا:

قُلْ لا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ

(یعنی: آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں)۔ (الانعام: ۵۰)

اور نبی ﷺ سے فرمایا:

قُلْ إِنِّي لا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلا رَشَدًا *قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ *وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا* إِلا بَلاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالاتِهِ

(کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کوئی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں۔ کہہ دیجئے کہ مجھے ہر گز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور میں ہر گز اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں پا سکتا۔ البتہ (میرا کام) اللہ کی بات اور اس کے پیغامات (لوگوں کو) پہنچا دینا ہے)۔ (الجن: ۲۱ تا ۲۳)

یعنی میرا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔ تو جب یہ نبی ﷺ کا معاملہ ہے تو جو آپ ﷺ کے درجے سے کم ہیں وہ تو من باب اولیٰ یہ اختیار نہیں رکھتے۔

جب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں قحط پڑا اور بارش نہیں ہو رہی تھی اور وہ سال عام الرمادۃ سے مشہور ہے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے ذریعے (وسیلے سے) بارش طلب نہیں کی اور نہ ہی نبی ﷺ کی قبر پر یہ کہنے گئے کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر بارش نازل کرے، دعا کیجئے کہ وہ ہمیں سیراب کرے، بلکہ ان لوگوں نے خود اللہ عزوجل سے دعا کیا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے عباس[2] رضی اللہ عنہ کو دعا کرنے کو کہا[3]۔

---

[2] جو نبی ﷺ کے چچا تھے اور اس وقت زندہ تھے۔ [3] دیکھئے صحیح البخاری: ۱۰۱۰ اور ۳۷۱۰

لیکن اس کے باوجود بھی جو لوگ اولیاء (کی قبروں) کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دعا کرتے ہیں، اور ایسے لوگ جاہل ہوتے ہیں، ان کے پاس کوئی نہیں جو انہیں سکھائے، اور کوئی انہیں بتانے والا نہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، وہ نماز بھی پڑھتے ہیں، زکوۃ اور صدقات بھی دیتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں، جہاد بھی کرتے ہیں اور تہجد بھی پڑھتے ہیں لیکن اس معاملے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے، اور نہ ہی اس کے بارے میں انہیں کسی نے آگاہ کیا ہے، اور نہ ہی اس کے بارے میں کسی نے انہیں خبر دی ہے تو ایسے لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے معذور ہیں[۴] اور ان پر حکم مسلمانوں کا لگے گا۔ لیکن ایسے لوگ جنہیں یہ بات پہنچ چکی ہے کہ یہ شرک ہے پھر بھی وہ اس پر اصرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: یہ میرے باپ دادوں کا دین ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کی میں اس کی مخالفت کروں تو ایسے شخص پر کفر کا حکم لگے گا[۵]، کیونکہ اس کا یہ قول ان لوگوں کے قول جیسا ہے جنہوں نے کہا تھا:

إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ

(یعنی: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک ہی دین پایا اور ہم تو انہی کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں) (سورۃ الزخرف: ۲۳)

مصدر: لقاء الباب المفتوح (مجلس: ۳۶)

---

۴ کیونکہ جہالت عذر شرعی ہے۔

۵ حجت قائم کرنے کے بعد ان پر کفر کا حکم علماء لگائیں گے۔

ترجمہ اور حاشیہ: ابو مریم اعجاز احمد